سورۃ الکہف

آیات ۵۷ - ۷۰

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً
اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْۤا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو
الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ﴿۵۸﴾
وَتِلْكَ الْقُرٰۤى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾ ع
وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا
نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ۫ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ
سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَاۤ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۫ وَمَاۤ اَنْسٰىنِيْهُ اِلَّا
الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰۤى
اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۙ ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ
لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾ وَ
كَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿۶۸﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَاۤ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿۶۹﴾ قَالَ
فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰۤى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿۷۰﴾ ع

سُوْرَةُ الْكَهْف

مكية

آیات 110

زمین پر اللہ نے زینت کی بے شمار چیزیں پیدا فرمائیں۔ وسائل، اسباب و ذرائع پیدا کیے تا کہ انسان کے عمل کی آزمائش کرے۔ جس میں ایمان (توحید)، مال و دولت، عزت و شرف، علم و فہم اور قوت و اقتدار کی آزمائش شامل ہے

ان سب آزمائشوں اور فتنوں سے بچ کر ایمان، توحید اور آخرت کی دعوت کو قبول کر کے اس پر استقامت دکھاؤ

آیات 1-8

تمہید - قرآن کی حقانیت و اعتدال۔ آپؐ کو کو صبر کی تلقین، انذار و تبشیر

آیات 9-26

قصۂ اصحابِ کہف

اس سے مکہ کے حالات پر تطبیق۔ ایمان کی آزمائش

آیات 27-31

نبی کریمؐ کی توجہ اور التفات نادار اہل ایمان کی طرف کرنے کی ہدایت

آیات 32-49

دو باغ والوں کا قصہ

مال و دولت کی آزمائش - دنیاوی کامیابی کا دھوکا اور آخرت کی حقیقت

آیات 50-59

آدم و ابلیس کی سرگزشت سے قریش کو ان کی غفلت پر تنبیہ

آیات 60-82

قصۂ موسیٰ و خضر

ارادۂ و حکمت الٰہی - انسانی علم فہم اور صبر کا امتحان

آیات 83-101

قصۂ ذوالقرنین

اقتدار کی آزمائش - ذوالقرنین کے اقتدار و قوت سے قریش کو عبرت و تنبیہ

آیات 102-110

اختتامیہ

زندگی کی ساری دوڑ دھوپ کا ہدف اس دنیا کو بنا لینا دائمی اور ابدی خسارے کا باعث

اللہ کی آیات کے کفر کے ساتھ کسی جزوی نیکی کی کوئی حیثیت نہیں

معجزے اور نشانیاں دکھانا اللہ کا کام ہے، پیغمبرؐ کی حیثیت ایک بندے اور رسول کی ہے جس پر اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے۔ اللہ کے سامنے حاضری اور جوابدہی کا احساس نیک اعمال اور اطاعت کا پیش خیمہ ہے

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ - اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو

اَظْلَمُ : ظُلْمًا (مصدر سے) افعل التفضیل کا صیغہ (زیادہ ظالم)

ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ - وہ نصیحت کیا گیا اپنے رب کی آیات کے ساتھ

ذَكَّرَ يُذَكِّرُ ، تَذْكِيْرٌ : یاد دلانا، نصیحت کرنا (II)

فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ - تو اس نے منہ موڑ لیا ان سے اور وہ بھول گیا

اَعْرَضَ يُعْرِضُ ، اِعْرَاضًا : منہ موڑنا (IV)

مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ - جو آگے بھیجا اس کے دونوں ہاتھوں نے

قَدَّمَ يُقَدِّمُ ، تَقْدِيْمًا : آگے بھیجنا

يَدٰ : اصل میں يَدٰان تھا
ن گر گیا بوجہ اضافت

اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ - بیشک ہم نے بنا (چڑھا) دیے ہیں ان کے دلوں پر

اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ - غلاف (پردے) کہ (نہ) سمجھیں وہ اس کو

اَكِنَّةً : كِنَانٌ کی جمع (پردے)

فَقِهَ يَفْقَهُ ، فَقْهًا : سمجھنا

وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا - اور (پیدا کر دیا ہے) ان کے کانوں میں بہرہ پن

اٰذَان : اُذُنٌ کی جمع (کان)

وَقْرًا - بوجھ،
ڈاٹ، بہرہ پن

وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى - اور اگر آپ بلائیں انہیں ہدایت کی طرف

دَعَا يَدْعُوْ ، دَعْوَةٌ : بلانا، پکارنا

فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا - تو ہرگز نہ ہدایت پائیں گے یہ اب کبھی

اِهْتَدٰى يَهْتَدِيْ ، اِهْتِدَآءٌ : ہدایت پانا (VIII)

اَبَدًا : غیر محدود زمانہ مستقبل (ہمیشہ، کبھی)

وَ رَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ﴿۵۸﴾ وَ تِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَ جَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾

وَ رَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ - اور آپ کا رب بہت بخشنے والا رحمت والا ہے

غَفُوْرٌ : بہت بخشنے والا (مبالغے کا صیغہ)

ذُوْ : والا

لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ - اگر وہ پکڑے انہیں

لَو : حرفِ شرط (اگر)

اٰخَذَ يُؤَاخِذُ ، مُؤَاخَذَةٌ : مواخذہ کرنا، پکڑنا (III)

بِمَا كَسَبُوْا - (اس کے) سبب جو انہوں نے (عمل) کمایا

كَسَبَ يَكْسِبُ ، كَسْبًا : کمانا

لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ - (تو) ضرور جلدی لائے ان کے لیے عذاب کو

لَ : لامِ تاکید

عَجَّلَ يُعَجِّلُ ، تَعْجِيْلًا : جلدی لانا (II)

بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ - لیکن ان کے لیے ایک وقت مقرر ہے

مَّوْعِدٌ : وعدہ کا وقت

(و أ ل)

وَأَلَ يَئِلُ ، وَأْلاً : پناہ لینا، سہارا لینا

لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا - ہرگز نہیں وہ پائیں گے اس کے سوا کوئی جائے پناہ

مَوْئِلا : اسم ظرف، لوٹنے کی جگہ (بھیڑ بکریوں کا باڑہ)

وَ تِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ - اور یہ ہیں وہ بستیاں جنہیں ہلاک کیا تھا ہم نے

اَلْقُرٰى : قَرْيَةٌ کی جمع (بستیاں)

اَهْلَكَ يُهْلِكُ ، اِهْلَاكٌ ہلاک کرنا (IV)

لَمَّا ظَلَمُوْا - جب انہوں نے ظلم کیا

وَ جَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا - ہم نے کر دیا ان کی ہلاکت کے لیے ایک مقرر وقت

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى
فَلَنْ يَّهْتَدُوْۤا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ﴿۵۸﴾
وَتِلْكَ الْقُرٰۤى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾

اور اُس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہے جسے اس کے رب کی آیات سنا کر نصیحت کی جائے اور وہ اُن سے منہ پھیرے اور اُس برے انجام کو بھول جائے جس کا سر و سامان اس نے اپنے لیے خود اپنے ہاتھوں کیا ہے؟ (جن لوگوں نے یہ روش اختیار کی ہے) ان کے دلوں پر ہم نے غلاف چڑھا دیے ہیں جو انہیں قرآن کی بات نہیں سمجھنے دیتے، اور اُن کے کانوں میں ہم نے گرانی پیدا کر دی ہے تم انہیں ہدایت کی طرف کتنا ہی بلاؤ، وہ اس حالت میں کبھی ہدایت نہ پائیں گے

تیرا رب بڑا در گزر کرنے والا اور رحیم ہے وہ ان کے کرتوتوں پر انہیں پکڑنا چاہتا تو جلدی ہی عذاب بھیج دیتا مگر ان کے لیے وعدے کا ایک وقت مقرر ہے اور اس سے بچ کر بھاگ نکلنے کی یہ کوئی راہ نہ پائیں گے - یہ عذاب رسیدہ بستیاں تمہارے سامنے موجود ہیں انہوں نے جب ظلم کیا تو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا، اور ان میں سے ہر ایک کی ہلاکت کے لیے ہم نے وقت مقرر کر رکھا تھا

محمد اقبال

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَ نَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَ
فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَ اِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْۤا اِذًا اَبَدًا ۝٥٧ وَ رَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا
كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ۝٥٨ وَ تِلْكَ الْقُرٰۤى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَ
جَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۝٥٩

Who is more wicked than the man who, when he is reminded by the revelations of his Lord, turns away from them and forgets (the consequence of) the deeds wrought by his own hands? We have laid veils over their hearts lest they understand the message of the Qur'an, and We have caused heaviness in their ears. Call them as you may to the Right Path, they will not be ever guided aright.
Your Lord is All-Forgiving, full of mercy. Had He wished to take them to task for their doings, He would have hastened in sending His scourge upon them. But He has set for them a time-limit which they cannot evade.
All the townships afflicted with scourge are before your eyes. When they committed wrong, We destroyed them. For the destruction of each We had set a definite term.

وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعۡرَضَ عَنۡهَا وَنَسِىَ مَا قَدَّمَتۡ يَدٰهُ‌ ؕ اِنَّا جَعَلۡنَا عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ اَكِنَّةً اَنۡ يَّفۡقَهُوۡهُ وَفِىۡۤ اٰذَانِهِمۡ وَقۡرًا‌ ؕ وَاِنۡ تَدۡعُهُمۡ اِلَى الۡهُدٰى فَلَنۡ يَّهۡتَدُوۡۤا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾

محرومی سے متعلق اللہ تعالیٰ کا قانون

- یہاں ان بد قسمت لوگوں کی حالت پر افسوس کیا گیا ہے کہ اپنی جانوں پر ان سے بڑھ کر ظلم ڈھانے والا کون ہو سکتا ہے جن کو آیات الٰہی کے ذریعے سے یاد دہانی کی جائے لیکن وہ اس سے نفع اٹھانے کے بجائے ان کو ٹھکرائیں اور عذاب کا مطالبہ کریں
- اگرچہ بظاہر یہ خطاب کفار اور خصوصاً آئمہ کفار سے ہے جن کی سرکشی حد سے بڑھ چکی تھی، لیکن اس میں ہر وہ شخص یا قوم شامل ہے جو نصیحت کو رد کرنے کا رویہ اپنائے۔
- **محرومی کا پہلا سبب**: سچی نصیحت کا انکار۔ جس کسی شخص یا قوم کے پاس ہدایت، نجات، اور فلاح کی ضامن نصیحت آئے اور وہ اسے ٹھکرا دے تو یہ سراسر بد نصیبی ہے
- **محرومی کا دوسرا سبب**: دانستہ غفلت اور روگردانی — نصیح سے انکار سے بڑھ کر اگر وہ غفلت و بے رخی کا رویہ اپنائیں، اور یاد دہانی پر رد عمل میں جارحیت اختیار کریں تو یہ اس قابل ہیں کہ اللہ کی عطا کردہ سماعت اور فہم کی نعمت سے محروم ہو جائیں
- **اللہ کا قانونِ فطرت**: جو چیز استعمال نہ ہو، چھین لی جاتی ہے — "جو قوت یا نعمت صحیح استعمال نہ کی جائے، یا غلط راہ میں استعمال ہو، وہ ایک وقت کے بعد سلب کر لی جاتی ہے" یہی قانون فہم، شعور، اور ایمان پر بھی لاگو ہوتا ہے
- اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ اچانک نہیں ہوتا، بلکہ بار بار مہلت دی جاتی ہے، لیکن اگر مہلت کے باوجود انکار اور غفلت برقرار رہے، تو اللہ کا قانونِ محرومی نافذ ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ پھر ان لوگوں کے دل پر قفل چڑھا دیتا ہے اور ان کے کان ہر صدائے حق کے لیے بہرے کر دیتا ہے۔

وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ الْقُرٰۤى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾

مجرموں کو مہلت دینے کی حکمت

- مہلت کا مطلب غفلت کی چھوٹ نہیں - فرد ہو یا قوم اللہ تعالیٰ ایک خاص حد تک مہلت دیتا ہے، لیکن جب وہ اس مہلت سے فائدہ نہیں اٹھاتے، تو ان پر محرومی کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔
- نصیحت کے مسلسل پہنچنے پر اس کو سننے سے انکار اور سمجھنے سے گریز کیا جائے تو نتیجتاً دلوں پر مہر لگا دی جاتی ہے اور ہدایت کی راہ ہمیشہ کے لیے بند ہو جاتی ہے
- سزا میں تاخیر - اللہ کی رحمت ہے۔ وہ بڑا بخشنے والا، بڑا مہربان ہے، وہ لوگوں کو اس کی طرف پلٹنے کا بھرپور موقع دیتا ہے
- اللہ تعالیٰ ہر قوم کے لیے عذاب کا ایک مقرر وقت (موعد) مقرر کرتا ہے۔ جس کو صرف اللہ جانتا ہے، جب یہ مقرر وقت آ جائے گا تو پھر نہ کوئی شخص ان کو بچا سکے گا، نہ کوئی جگہ انہیں پناہ دے سکے گی اور نہ کوئی سفارش ان کے کام آ سکے گی
- **تاریخ کی شہادت:** (آیت ۵۹) میں اوپر والی بات پر تاریخی شہادت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے (ماضی کی گواہی - حال کا انتباہ)
- کسی جگہ اللہ کی طرف سے رسول کی آمد پر قوم کو دو راستے دیے جاتے ہیں: دعوتِ حق کو قبول کر کے فلاح، یا رد کر کے تباہی
- پچھلی قوموں کی تباہی —ان انکار کرنے والوں کے لیے عبرت کے نشان ہیں۔ قومِ عاد، ثمود، اور لوط کی بستیاں، جو پہلے عروج پر تھیں، آج کھنڈرات میں تبدیل ہو چکی ہیں۔ قریش ان بستیوں سے گزرتے ہیں، دیکھتے ہیں، لیکن عبرت حاصل نہیں کرتے —اگر یہ انکار اور ضد کی اسی روش پر رہے تو ان کے ساتھ بھی وہی تاریخ دوبارہ دہرائی جائے گی

☜ تاریخ گواہ ہے کہ جو قومیں اللہ کے پیغام سے منہ موڑتی ہیں، ان کی بقا کی کوئی ضمانت نہیں

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿٦١﴾

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ - اور جب کہا موسیٰ نے اپنے جوان (خادم) سے

فَتٰى : لڑکا، جوان، بوڑھا، خادم، غلام

لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى - نہیں میں ہٹوں گا (اپنے سفر سے) یہاں تک

بَرِحَ يَبْرَحُ ، بَرْحًا : جگہ سے ہٹنا، چھوڑنا، دور ہونا

اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ - میں پہنچ جاؤں دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر

بَلَغَ يَبْلُغُ ، بُلُوْغٌ : پہنچنا

مَجْمَعَ : اکٹھے ہونے (ملنے) کی جگہ

بَحْرَيْن : بَحْرٌ کا تثنیہ (دو سمندر / دریا)

اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا - یا میں چلتا رہوں گا مدتوں

مَضٰى يَمْضِيْ ، مُضِيًّا : چلتے رہنا

حُقْبٌ : زمانہ - اس کی جمع حُقُبٌ

جمع الجمع اَحْقَابٌ (مدتوں)

فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ - پھر جب وہ دونوں پہنچے ملنے کے مقام پر

بَيْنِهِمَا - ان دونوں (دریاؤں) کے درمیان

بَيْن : درمیان

نَسِيَا حُوْتَهُمَا - (تو) دونوں بھول گئے اپنی مچھلی کو

نَسِيَ يَنْسٰى ، نِسْيَانٌ : بھول جانا

حُوْتَ : مچھلی

فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ - سو اس نے بنا لیا اپنا راستہ

اِتَّخَذَ يَتَّخِذُ ، اِتِّخَاذٌ: پکڑنا، بنانا (VIII)

فِی الۡبَحۡرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ۫ لَقَدۡ لَقِیۡنَا مِنۡ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اَرَءَیۡتَ اِذۡ اَوَیۡنَاۤ اِلَی الصَّخۡرَۃِ فَاِنِّیۡ نَسِیۡتُ الۡحُوۡتَ ۫

فِی الۡبَحۡرِ سَرَبًا - دریا میں سرنگ کی صورت میں۔

سَرَب : سرنگ، نشیبی جگہ

فَلَمَّا جَاوَزَا - پھر جب وہ آگے گزر گئے

جَاوَزَ یُجَاوِزُ ، مُجَاوَزَۃٌ : آگے گزر جانا، پار کرنا (III)

قَالَ لِفَتٰىهُ - (تو موسیٰ نے) کہا اپنے جوان سے

اٰتِنَا غَدَآءَنَا - دو ہمیں ہمارا دن کا کھانا

اٰتٰی یُؤْتِیْ ، اِیْتَآءٌ : دینا

غَدَآءَ : صبح/دن کا کھانا

لَقَدۡ لَقِیۡنَا - بلاشبہ یقیناً پہنچی ہے ہمیں

لَقِیَ یَلْقٰی ، لِقَآءٌ : پہنچنا، ملنا

مِنۡ سَفَرِنَا هٰذَا - اپنے اس سفر سے

نَصَبًا - تھکاوٹ

نَصَبًا : تھکاوٹ

قَالَ اَرَءَیۡتَ اِذۡ - اس (نوجوان) نے کہا کیا (بھلا) آپ نے دیکھا جب

رَاٰی یَرٰی ، رُؤْیَۃٌ : دیکھنا

کیا عرض کروں

اَوَیۡنَاۤ اِلَی الصَّخۡرَۃِ - ہم ٹھہرے تھے چٹان کے پاس

اَوٰی یَاْوِیْ ، اَوْیً : پناہ لینا، اترنا، ٹھہرنا

اَلصَّخْرَۃ: چٹان، بڑا/سخت پتھر

قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَاۤ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۡ وَمَاۤ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿۶۳﴾

فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ -تو بیشک میں بھول گیا مچھلی (کے بارے میں بتانا)

وَمَاۤ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا - اور نہیں بھلایا مجھے اس کو مگر

اَنْسٰى يُنْسِىْ ، اِنْسَآءٌ : بھلانا، فراموش کرادینا

الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ - شیطان نے کہ میں ذکر کروں اسکا (آپ سے)

ذَكَرَ يَذْكُرُ ، ذِكْرًا : یاددلانا، ذکر کرنا

وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ - اور بنالیا تھا اس نے اپنا راستہ

سَبِيْل : راستہ

فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا - دریا میں عجیب طرح سے

عَجَبًا: (مصدر) عجب طریقے سے

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ٦٠ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ٦١ فَلَمَّا
جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَٰذَا نَصَبًا ٦٢ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ
أَذْكُرَهُ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ ۚ عَجَبًا ٦٣

(ذرا اِن کو وہ قصہ سناؤ جو موسیٰؑ کو پیش آیا تھا) جبکہ موسیٰؑ نے اپنے خادم سے کہا تھا کہ "میں اپنا سفر ختم نہ کروں گا جب تک کہ دونوں دریاؤں کے سنگم پر نہ پہنچ جاؤں، ورنہ میں ایک زمانہ دراز تک چلتا ہی رہوں گا، پس جب وہ ان کے سنگم پر پہنچے تو اپنی مچھلی سے غافل ہو گئے اور وہ نکل کر اس طرح دریا میں چلی گئی جیسے کہ کوئی سرنگ لگی ہو، آگے جا کر موسیٰؑ نے اپنے خادم سے کہا "لاؤ ہمارا ناشتہ، آج کے سفر میں تو ہم بری طرح تھک گئے ہیں، خادم نے کہا "آپ نے دیکھا! یہ کیا ہوا؟ جب ہم اُس چٹان کے پاس ٹھیرے ہوئے تھے اُس وقت مجھے مچھلی کا خیال نہ رہا اور شیطان نے مجھ کو ایسا غافل کر دیا کہ میں اس کا ذکر (آپ سے کرنا) بھول گیا مچھلی تو عجیب طریقے سے نکل کر دریا میں چلی گئی"

(And recount to them the story of Moses) when Moses said to his servant: "I will journey on until I reach the point where the two rivers meet, though I may march on for ages." But when they reached the point where the two rivers meet, they forgot their fish, and it took its way into the sea, as if through a tunnel. When they had journeyed further on, Moses said to his servant: "Bring us our repast. We are surely fatigued by today's journey." The servant said: "Did you see what happened? When we betook ourselves to the rock to take rest, I forgot the fish � and it is only Satan who caused me to forget to mention it to you � so that it made its way into the sea in a strange manner."

محمد اقبال

آیات ۶۰ - ۸۲

قصہٗ موسیٰؑ وخضرؑ

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿٦١﴾

قصہ موسیٰ و خضر

- آیات ۶۰-۸۲ (دو رکوعوں) میں حضرت موسیٰ کے ایک سفر کا ذکر ہے۔ قرآنِ کریم کے بیان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ آپ فلاں جگہ جائیں وہاں پر آپ کو ہمارا ایک صاحب علم بندہ ملے گا آپ کچھ عرصہ اس کے ساتھ رہ کر اس کے علم سے استفادہ کریں۔
- اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے جس بندے کا ذکر کیا ہے ان کے بارے میں قطعی معلومات دستیاب نہیں۔ اس ضمن میں ایک رائے تو یہ ہے کہ وہ ایک فرشتہ تھے جبکہ ایک دوسری رائے کے مطابق وہ انسان ہی تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بہت لمبی عمر دے رکھی ہے۔ یعنی جیسے جنوں میں سے ابلیس کو اللہ تعالیٰ نے طویل عمر عطا کر رکھی ہے ایسے ہی اس نے انسانوں میں سے اپنے ایک نیک اور برگزیدہ بندے کو بھی بہت طویل عمر سے نوازا ہے اور ان کا نام حضرت خضر ہے۔ (واللہ اعلم !)
- روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کو کسی وقت یہ خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے شاید مجھے روئے زمین کے تمام انسانوں سے بڑھ کر علم عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ واضح کرنے کے لیے کہ (وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ) آپ کو ہدایت فرمائی کہ آپ فلاں جگہ ہمارے ایک بندہ خاص سے ملاقات کریں اور کچھ عرصہ اس کے ساتھ رہ کر اس سے علم و حکمت سیکھیں۔ اس حکم کی تعمیل میں آپ اپنے نوجوان ساتھی حضرت یوشع بن نون کو ساتھ لے کر سفر پر روانہ ہوگئے۔
- آپ کو بتایا گیا تھا کہ وہ شخص مجمع البحرین (دو دریاؤں کے سنگم) پر ملے گا، مفسرین کے درمیان مجمع البحرین (دو دریاؤں کے سنگم) کے مقام پر اختلاف ہے۔

وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰى لِفَتٰٮهُ لَاۤ اَبۡرَحُ حَتّٰۤى اَبۡلُغَ مَجۡمَعَ الۡبَحۡرَيۡنِ اَوۡ اَمۡضِىَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجۡمَعَ بَيۡنِهِمَا نَسِيَا حُوۡتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيۡلَهٗ فِى الۡبَحۡرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾

مجمع البحرین (دو دریاؤں کا سنگم)

- ایک رائے کے مطابق مجمع البحرین بحیرہ احمر (Red Sea) کے شمالی کونے پر خلیج سویز اور خلیج عقبہ کے سنگم کو کہا گیا ہے
- زیادہ قرین قیاس رائے یہ ہے کہ مجمع البحرین سے مراد وہ جگہ ہے جہاں النیل الازرق (نیلا نیل) اور النیل الابیض (سفید نیل) آکر ملتے ہیں اور آگے چل کر دریائے نیل کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ مقام سوڈان سے مصر میں داخلے کے قریب اور خرطوم کے آس پاس واقع ہے۔
- حضرت موسیٰ اور ان کے شاگرد مجمع البحرین پہنچے، وہاں آرام کیا۔ روانگی کے بعد شاگرد ناشتہ کے لیے لی گئی مچھلی وہیں بھول گیا۔ کچھ دور جا کر اسے یاد آیا اور جب وہ واپس پہنچا تو دیکھا کہ مچھلی پانی میں زندہ ہو کر چلی گئی ہے۔ واقعہ چونکہ بہت عجیب تھا، اس لیے شاگرد نے فوراً حضرت موسیٰ کو بتانے کی ہمت نہ کی، ڈر تھا کہ وہ ناراض نہ ہوں۔ ادھر حضرت موسیٰ نے سمجھا کہ شاگرد مچھلی ساتھ لے آیا ہے۔
- سفر کرتے ہوئے ایک مقام پر موسیٰ علیہ السلام کو تھکان محسوس ہوئی تو آپ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ ہمارا کھانا لاؤ، اس سفر نے ہمیں بہت تھکا دیا ہے۔
- اب شاگرد نے ڈرتے ہوئے عرض کی کہ جب آپ چٹان کے پاس آرام کر رہے تھے (اور میں جاگ رہا تھا) تو میں نے دیکھا کہ وہ مردہ مچھلی زندہ ہو کر دریا میں کود گئی، اور مچھلی نے نہایت حیرت انگیز طریقہ سے دریا میں اپنی راہ نکال لی (جہاں سے وہ گزری بجائے پانی کے آپس کے ملنے کے سرنگ کی طرح راستہ بنتا گیا)۔ اور شیطان نے اس مجھے آپ سے اس کا ذکر کرنا بھلا دیا

قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبۡغِ ۖ فَارۡتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿٦٤﴾ فَوَجَدَا عَبۡدًا مِّنۡ عِبَادِنَآ اٰتَيۡنٰهُ رَحۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِنَا وَعَلَّمۡنٰهُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا ﴿٦٥﴾

قَالَ ذٰلِكَ مَا - (موسیٰ نے) کہا یہی (تو وہ مقام) ہے جسے

كُنَّا نَبۡغِ - جس کو ہم تلاش کر رہے تھے

كُنَّا: ہم تھے — كَانَ يَكُوْنُ ، كَوْنًا: ہونا

بَغٰى يَبْغِىْ ، بَغْيًا : چاہنا

فَارۡتَدَّا - پھر وہ دونوں واپس لوٹے

اِرْتَدَّ يَرْتَدُّ ، اِرْتِدَادٌ : واپس لوٹنا (VIII)

عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا - اپنے (قدموں کے) نشانات پر پیچھا کرتے ہوئے

اٰثَارِ: علامتیں، نشانات قدم

قَصَصًا: (مصدر) بیان کرنا، پیروی کرنا، پیچھا کرنا

فَوَجَدَا عَبۡدًا - تو ان دونوں نے پایا ایک بندے کو

وَجَدَ : اس نے پایا

وَجَدَا : دو مردوں نے پایا (تثنیہ)

مِّنۡ عِبَادِنَآ - ہمارے بندوں میں سے

اٰتَيۡنٰهُ رَحۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِنَا - ہم نے دی تھی اسے رحمت اپنی طرف سے

اٰتٰى يُؤْتِىْ ، اِيْتَآءٌ : دینا

وَعَلَّمۡنٰهُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا - اور ہم نے سکھایا اسے اپنے پاس سے ایک (خاص) علم

عَلَّمَ يُعَلِّمُ ، تَعْلِيْمًا : سکھانا

لَدُنْ : پاس (ظرف مکان—space adverb)

قَالَ لَهٗ مُوۡسٰى - کہا اس سے موسیٰ نے

هَلۡ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤی اَنۡ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمۡتَ رُشۡدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ مَعِىَ صَبۡرًا ﴿۶۷﴾ وَ كَيۡفَ تَصۡبِرُ عَلٰى مَا لَمۡ تُحِطۡ بِهٖ خُبۡرًا ﴿۶۸﴾ قَالَ سَتَجِدُنِىۡۤ

هَلۡ اَتَّبِعُكَ - کیا میں تیری پیروی کرسکتا ہوں

هَلۡ : حرف استفہام (کیا)

اِتَّبَعَ يَتَّبِعُ ، اِتِّبَاعٌ: پیروی کرنا (VIII)

عَلٰۤی اَنۡ تُعَلِّمَنِ - تاکہ تعلیم دیں آپ مجھے

عَلَّمَ يُعَلِّمُ ، تَعْلِيْمًا : تعلیم دینا، سکھانا (II)

تُعَلِّمَنِ : اصل میں تُعَلِّمَنِی ہے، یْ محذوف ہے

مِمَّا عُلِّمۡتَ رُشۡدًا - اس سے جو تعلیم دی گئ آپ کو معاملہ فہمی کی

عُلِّمْتَ (مجہول) آپ کو سکھائی گئی ہے

رُشْدًا ـ علم وحکمت، ہدایت، حسن تدبیر (یہاں اسرار کائنات کا خاص علم مراد ہے)

قَالَ اِنَّكَ لَنۡ - اس نے کہا بیشک تو ہر گز نہیں

تَسۡتَطِيۡعَ مَعِىَ صَبۡرًا - استطاعت رکھے گا میرے ساتھ صبر کی

اِسْتَطَاعَ يَسْتَطِيْعُ ، اِسْتِطَاعَةٌ: استطاعت رکھنا (X)

وَ كَيۡفَ تَصۡبِرُ عَلٰى مَا - اور کیسے تو صبر کرسکے گا اس پر جو (کہ)

كَيْفَ: حرفِ استفہام، کسی چیز کی کیفیت، حالت یا طریقے کے بارے میں جاننے کے لیے

لَمۡ تُحِطۡ بِهٖ خُبۡرًا - نہیں تو نے احاطہ کیا بلحاظ علم (خبر) کے

اَحَاطَ يُحِيْطُ ، اِحَاطَةٌ: احاطہ کرنا، گھیرنا

خُبْرًا: (مصدر) خبر، دانش، سمجھ، علم (کے لحاظ سے)

قَالَ سَتَجِدُنِىۡۤ - (موسیٰ نے) کہا عنقریب تو پائے گا مجھے

سَ : حرفِ استقبال (مستقبل کے معنی میں)

وَجَدَ يَجِدُ ، وِجْدَانًا و وُجُوْدًا : پانا

اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّ لَاۤ اَعۡصِىۡ لَكَ اَمۡرًا ۝٦٩ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعۡتَنِىۡ فَلَا تَسۡـئَلۡنِىۡ عَنۡ شَىۡءٍ حَتّٰۤى اُحۡدِثَ لَكَ مِنۡهُ ذِكۡرًا ۝٧٠

اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا - اگر اللہ نے چاہا صبر کرنے والا

وَّ لَاۤ اَعۡصِىۡ لَكَ اَمۡرًا - اور نہ میں نافرمانی کروں گا آپ کے کسی بھی حکم میں

عَصٰى يَعۡصِىۡ ، مَعۡصِيَةٌ وَّ عِصۡيَانٌ
نافرمانی کرنا

قَالَ - اُس نے کہا

فَاِنِ اتَّبَعۡتَنِىۡ - پھر اگر تو پیروی کرنا چاہتا ہے میری

اِتَّبَعَ يَتَّبِعُ ، اِتِّبَاعٌ : پیروی کرنا

فَلَا تَسۡـئَلۡنِىۡ - تو نہ سوال کرنا مجھ سے

سَاَلَ يَسۡئَلُ ، سُؤَالًا: سوال کرنا

عَنۡ شَىۡءٍ - کسی چیز کے بارے میں

حَدَثَ : کسی بات یا حادثے کا رونما ہونا

حَتّٰۤى اُحۡدِثَ - یہاں تک کہ میں بیان کروں (ح د ث)

اَحۡدَثَ يُحۡدِثُ ، اِحۡدَاثًا : کسی بات کو نیا
بنانا، پیدا کرنا، یا بیان کرنا (IV)

أُحۡدِثَ (فعل مجھول)

لَكَ مِنۡهُ ذِكۡرًا - تیرے لیے اسکا ذکر۔

قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖۗ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۙ﴿٦٤﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى
اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٦٧﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿٦٨﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ
اَمْرًا ﴿٦٩﴾ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۧ﴿٧٠﴾

موسیٰؑ نے کہا "اسی کی تو ہمیں تلاش تھی" چنانچہ وہ دونوں اپنے نقش قدم پر پھر واپس ہوئے اور وہاں انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جسے ہم نے اپنی رحمت سے نوازا تھا اور اپنی طرف سے ایک خاص علم عطا کیا تھا۔ موسیٰؑ نے اس سے کہا "کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں تاکہ آپ مجھے بھی اُس دانش کی تعلیم دیں جو آپ کو سکھائی گئی ہے؟ اس نے جواب دیا "آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے اور جس چیز کی آپ کو خبر نہ ہو آخر آپ اس پر صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں" موسیٰؑ نے کہا "انشاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں کسی معاملہ میں آپ کی نافرمانی نہ کروں گا اس نے کہا "اچھا، اگر آپ میرے ساتھ چلتے ہیں تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھیں جب تک کہ میں خود اس کا آپ سے ذکر نہ کروں

Moses said: "That is what we were looking for." So the two turned back, retracing their footsteps, and there they found one of Our servants upon whom We had bestowed Our mercy, and to whom We had imparted a special knowledge from Ourselves. Moses said to him: "May I follow you that you may teach me something of the wisdom which you have been taught?" He answered: "You will surely not be able to bear with me. For how can you patiently bear with something you cannot encompass in your knowledge?" Moses replied: "You shall find me, if Allah wills, patient; and I shall not disobey you in anything." He said: "Well, if you follow me, do not ask me concerning anything until I myself mention it to you."

محمد اقبال

قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿٦٤﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾

ملاقاتِ موسیٰ و خضر (علیہما السلام)

- خادم کا مچھلی کے بارے میں یہ عجیب واقعہ بتانے پر موسیٰ علیہ السلام چونک گئے اور کہا کہ وہی ہماری منزل تھی (یعنی اس بزرگ سے ملنے کی جگہ) ۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نشانی آپ کو بتائی تھی کہ جس جگہ تمہاری کھانے کے لیے ساتھ لی گئی مچھلی پانی میں غائب ہو جائے اس جگہ پر وہ بزرگ پائے جائیں گے)
- آپ اپنے خادم کے ساتھ وہیں سے اپنے ہی نقوش قدم کو پہچانتے ہوئے واپس لوٹے۔ جب آپ وہاں اس جگہ دوبارہ پہنچے تو اس بزرگ کو وہاں پایا
- اس بندے کی نسبت اللہ نے اپنی طرف فرمائی ہے بوجہ فضیلت، اور یہ بھی معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس بندے کو بعض امور خاص کی بجاآوری پر متعین کر رکھا ہے اور اللہ نے ایک خاص علم اسے عطا کر رکھا ہے جو اکتسابی نہیں بلکہ سراسر اللہ تعالیٰ کی دین ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا معاملہ ان کے ساتھ خصوصی ہے۔ اس لیے یہاں پروردگار نے ان پر اپنی رحمت کا ذکر فرمایا
- عبد سے کیا مراد ہے ؟ حضرت ابی بن کعبؓ کی آپ ﷺ سے روایت کے مطابق اللہ کے یہ بندے حضرت خضر علیہ السلام ہیں ۔اس سے اس قول کی تو یقیناً نفی ہوتی ہے کہ یہ بزرگ حضرت الیاسؑ تھے۔ (اس کی تفصیل اضافی مواد کے حصے میں)
- حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے درخواست کی کہ اگر آپ اس علم خاص میں سے، جو اللہ نے آپ کو بخشا ہے، مجھے بھی کچھ سکھائیں تو کچھ عرصہ اپنی خدمت میں مجھے رہنے کی اجازت دیجیے

وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿٦٨﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿٦٩﴾ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْــَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓي اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾

قصہ موسیٰ و خضر

- حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی جلالت شان کے باوجود بڑے ادب و احترام کے ساتھ حضرت خضر (علیہ السلام) سے علم کے حصول کی درخواست کر رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حصول علم اور استفادہ کے لیے ادب اور احترام بہت ضروری ہے
- ساتھ رہنے کی اجازت پر حضرت خضر نے فرمایا کہ مجھے اجازت سے تو انکار نہیں ہے لیکن تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے۔ میرے ہاتھوں ایسے کام صادر ہوں گے جن کے بھید اور جن کی حکمت سے تم واقف نہیں ہو گے اور وہ کام تمہاری نگاہوں میں عجیب اور ناگوار ہوں گے تو آخر تم ان پر کس طرح صبر کرو گے ؟
- حضرت خضر کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی علم اور طاقت عطا کی تھی تاکہ اس کے مطابق وہ دنیا کے معاملات میں غیر معمولی تصرف کر سکیں۔ اس علم کے تحت وہ اکثر اوقات عام ضابطہ کے خلاف عمل کرتے تھے۔ اس لیے حضرت موسیٰ کی فرمائش پر انھوں نے کہا کہ تم اس کی برداشت نہیں لا سکتے۔
- حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے حضرت خضرؑ کے افعال اور جو ان سے سیکھنا تھا اس کے مقابل صبر و تحمل اختیار کرنے کا وعدہ کیا۔
- جب موسیٰ (علیہ السلام) نے یقین دلایا کہ وہ ان کی کسی طرح نافرمانی نہیں کریں گے تو خضر علیہ السلام نے فرمایا جو واقعات رو پذیر ہوں انھیں خاموشی سے دیکھتے چلے جائیے۔ لیکن ان کے متعلق استفسار نہ کیجئے۔ یہاں تک کہ میں خود ہی پردہ اٹھاؤں اور حقیقت حال سے آپ کو آگاہ کروں۔ باہمی طور پر یہ طے کرنے کے بعد اب سفر پر روانہ ہو جاتے ہیں۔

اضافی مواد

Reference Material

قصۂ موسیٰ و خضر - حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک تربیتی سفر

- اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک خاص مقصد کے تحت ایک سیکھنے کے سفر پر روانہ کیا۔ یہ سفر اس لیے تھا کہ وہ کائنات کے نظام اور اللہ کی حکمت کو ایک نئے انداز سے سمجھ سکیں۔ بعض چیزیں صرف باتوں سے نہیں سمجھ آتیں، بلکہ زندگی کے تجربات اور واقعات سے انسان گہرائی سے سیکھتا ہے۔
- حضرت موسیٰ کو اللہ نے ایک ایسی قوم کی رہنمائی سونپی تھی جو نہایت کمزور اور بودی تھی، جبکہ ان کے دشمن بہت طاقتور اور ظالم تھے۔ اس لیے ضروری تھا کہ حضرت موسیٰ خود صبر و برداشت میں مضبوط ہو جائیں تاکہ وہ اپنی قوم کی بہتر رہنمائی کر سکیں اور مشکلات کا بہادری سے سامنا کریں۔
- اسی مقصد کے تحت اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے ایک خاص بندے (حضرت خضر علیہ السلام) کے پاس بھیجا، جسے اللہ نے کچھ خاص علم عطا فرمایا تھا۔ اس بندے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کے فیصلوں کے کچھ چھپے ہوئے راز دکھائے، تاکہ وہ جان سکیں کہ ہر بات بظاہر ویسی نہیں ہوتی جیسی دکھائی دیتی ہے، اور اللہ کا نظام ہمیشہ ایک خاص حکمت کے تحت چلتا ہے۔ یہ سب کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اندر صبر ،برداشت اور اللہ کی رضا کو مزید پختہ کرنے کے لیے تھا۔
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سکھایا گیا کہ انسانی علم محدود ہے، جبکہ اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے
- انسان کو اپنی عقل کی حدود تسلیم کرتے ہوئے اللہ کے فیصلوں پر ایمان رکھنا چاہیے۔ ہر آزمائش درحقیقت انسان کی تربیت اور اس کے ایمان کو مضبوط کرنے کا ذریعہ ہے
- یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ایک روحانی درس گاہ تھا، جس نے انہیں سکھایا کہ اللہ کی تدبیروں کو مکمل طور پر سمجھنا انسان کے بس کی بات نہیں

مکی دورِ ابتلاء کے پس منظر میں قصہ ٔ موسیٰ و خضر کی معنویت

- مکی دور میں جب یہ سورت نازل ہوئی تو مسلمانوں کو شدید آزمائشوں اور اذیتوں کا سامنا تھا۔ یہ قصہ بیان کرنے ایک مقصد یہ بھی کہ اس میں موجود حکمتوں سے سبق سیکھا جائے
- اس تناظر میں قریش کو تنبیہ کی گئ کہ اگر انھوں نے اپنا رویہ نہ بدلا تو اللہ کی طرف سے محرومی اور عذاب کا خطرہ ہے۔
- مسلمانوں کو بھی صبر اور حوصلے کی تلقین کی گئ، کیونکہ کفار کی زیادتیاں بڑھتی جارہی تھیں اور مسلمانوں کو کسی ظاہری مدد کی امید نہیں تھی۔
- ایسے نازک حالات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کا واقعہ سنایا تاکہ مسلمانوں کو یہ سبق دیا جائے کہ ظاہری حالات کو دیکھ کر فیصلے نہ کیے جائیں۔
- بسا اوقات جو کچھ ظاہری طور پر دکھائی دیتا ہے، وہی حقیقت نہیں ہوتی۔ اللہ کی مشیت کے راز انسان کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوتے ہیں
- ان واقعات کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، اور باطن میں وہ ایسی حکمتیں چلا رہا ہے جو ظاہری آنکھ سے نظر نہیں آتیں۔

مجمع البحرین (The confluence of the two seas)

- " مجمع البحرین " ایک قرآنی اصطلاح ہے جو اس سورت (الکهف) کی آیت 60 میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے میں آئی ہے، جہاں دو سمندروں کے سنگم کی بات کی گئی ہے۔
- اس مقام کی جغرافیائی حیثیت پر علماء اور مفسرین کے درمیان مختلف آراء پائی جاتی ہیں
- قرآنِ مجید نے اس مقام کی واضح جغرافیائی وضاحت نہیں دی، کیونکہ اس واقعے کا بنیادی مقصد انسانی علم کی محدودیت اور اللہ کے خاص بندے (خضر علیہ السلام) کا اللہ کی حکمتوں کو سمجھانا تھا (ذیل میں دی گئی معلومات تعلیمی مقصد کے ہیں)۔ مفسرین نے اس کی ممکنہ تشریحات پیش کی ہیں جن میں سے دو سب سے نمایاں ذیل میں دی گئی ہیں:

1. خلیجِ عقبہ اور بحرِ احمر کا سنگم: بعض مفسرین کے مطابق یہ وہ علاقہ ہے جو بحرِ احمر (Red Sea) اور خلیجِ عقبہ (Gulf of Aqaba) کے سنگم پر جزیرہ نمائے سینا کے قریب واقع ہے (آج کل یہاں مصر، اردن، اور سعودی عرب کی سرحدیں ملتی ہیں)

اس رائے کی تائید میں: ا۔ حضرت موسیٰؑ کا زمانہ اور خطہ۔ کہ حضرت موسیٰؑ مصر اور اس کے آس پاس کے علاقے میں مقیم تھے، اور ان کا سفر اسی خطے میں ممکن دکھائی دیتا ہے۔ خلیج سویز اور عقبہ جغرافیائی طور پر قریبی علاقے ہیں، ۲۔ بنی اسرائیل کے تاریخی واقعات اسی علاقے میں پیش آئے، ۳۔ "البحرین" کا مطلب "دو پانی" کا اطلاق ممکنہ طور دو الگ الگ خلیجوں کے پانیوں پر

تنقیدی جائزہ: ا۔ قدیم مصری اور عبرانی متنوں میں خلیج عقبہ کو بحرِ احمر کا حصہ ہی سمجھا جاتا تھا، نہ کہ الگ سمندر۔ اس لیے "دو سمندروں" کی اصطلاح کا اطلاق مشکل ہے، ۲۔ سوئز کینال (جو بحرِ روم اور بحرِ احمر کو جوڑتی ہے) حضرت موسیٰ کے دور میں موجود نہیں تھی، اس لیے یہ نظریہ بھی کمزور ہے۔

خلیجِ عقبہ اور بحرِ احمر کے سنگم " کو مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ سمجھنا ایک ممکنہ لیکن غیر حتمی نظریہ ہے

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ٦٠

(The confluence of the two seas) مجمع البحرین

2. دریائے نیل کا سنگم: دوسری اور زیادہ قرینِ قیاس رائے یہ ہے کہ سورۃ الکھف (آیت 60) میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے میں جس " مجمع البحرین" یعنی "دو دریاؤں کے سنگم " کا ذکر ہے اس سے مراد وہ مقام ہے جہاں النیل الأزرق (نیلا نیل) اور النیل الأبیض (سفید نیل) آکر آپس میں ملتے ہیں۔ یہ سنگم سوڈان کے دارالحکومت خرطوم کے نواح میں واقع ہے۔ نیلا نیل، ایتھوپیا کے پہاڑوں سے نکلتا ہے اور جُھرمٹ زدہ پہاڑوں اور وادیوں سے گزر کر آتا ہے، جب کہ سفید نیل کا آغاز یوگنڈا میں وکٹوریہ جھیل سے ہوتا ہے اور یہ جنوبی سوڈان کے دلدلی علاقوں سے گزرتا ہوا خرطوم پہنچتا ہے۔

- لفظ بحر کا اطلاق پانی کے بہت بڑی مقدار، دریا وغیرہ پر بھی ہو سکتا ہے، اس لیے "دو سمندر" سے مراد دو عظیم دریاؤں کا سنگم بھی ہو سکتا ہے۔
- دریائے نیل کو قدیم مصر کی تہذیب کا محور سمجھا جاتا ہے، جو قرآن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات سے جغرافیائی طور پر قریب ہے۔
- غالب گمان ہے کہ یہ مشاہدات حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو ان کی نبوت کے ابتدائی دور میں کرائے گئے ہوں گے، کیونکہ آغاز نبوت ہی میں انبیاء (علیہم السلام) کو اس طرح کی تعلیم و تربیت درکار ہوا کرتی ہے
- حضرت موسیٰ نے اپنی پوری زندگی جن علاقوں میں گزاری ہے ان میں اس ایک مقام کے سوا اور کوئی مجمع البحرین نہیں پایا جاتا۔

- قرآنی قصے میں اس مقام کا تذکرہ ایک ثانوی حیثیت کا ذکر ہے، قرآن کا اسلوب یہاں مقام کو نمایاں کرنے کے بجائے اس مقام پر رُونما ہونے والے اہم واقعات پر روشنی ڈالتا ہے—— جیسے حضرت خضرؑ سے ملاقات، اور ان کے ساتھ پیش آنے والے تین عبرت انگیز مشاہدات۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَىٰهُ لَآ أَبْرَحُ حَتَّىٰٓ أَبْلُغَ مَجْمَعَ ٱلْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ٦٠

حضرت خضر (علیہ السلام) کون ہیں؟

قرآن کریم نے (آیت فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ میں) جس بندے کا ذکر فرمایا ہے، اس بندے سے کیا مراد ہے؟

- متعدد احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس بندے کو خضر کے نام سے یاد فرمایا ہے (یہاں سے یہ واضح ہو گیا کہ عبد کا اطلاق یہاں حضرت خضر پر ہوتا ہے کیس دوسری شخصیت پر نہیں

کیا حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں؟

- اس بارے میں مفسرین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ جمہور کی رائے یہ ہے کہ وہ نبی ہیں، رسول نہیں؟ ان پر وحی آتی ہے لیکن ان پر کوئی شریعت نازل نہیں ہوئی اور انسانوں کے کسی گروہ کی طرف ان کی بعثت نہیں ہوئی۔
- **ان کی نبوت کی دلیل:** ان واقعات میں موجود ہے جس میں حضرت خضر (علیہ السلام) نے صاف طور پر فرمایا کہ میں نے جو کچھ کیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا۔ جن میں بظاہر دو واقعات ایسے ہیں جو تمام مذاہب اور تمام شریعتوں کی اساس کے خلاف ہیں کیونکہ کسی شریعت میں کسی متنفس کی بغیر شرعی سبب کے جان نہیں لی جاسکتی اور کسی کی ملکیت میں کسی چیز کو نقصان نہیں پہنچایا جاسکتا۔ آپ (علیہ السلام) کا ایسے امور کو سرانجام دینا جس کا جواز کسی شریعت میں نہ ہو اور پھر انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔
- **حضرت خضر (علیہ السلام) کا تعلق کس مخلوق سے ہے؟** بعض مفسرین کے نزدیک حضرت خضر علیہ السلام انسان نہیں بلکہ فرشتہ یا کوئی اور غیر مکلّف مخلوق ہیں۔ مگر قرآن کے واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ انسان تھے کیونکہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سفر کیا اور بھوکا ہونے پر گاؤں والوں سے کھانا بھی مانگا (جبکہ فرشتے کھاتے نہیں)

حضرت خضر (علیہ السلام)

انسان ہوتے ہوئے شریعت سے انحراف؟

- اگر حضرت خضر علیہ السلام انسان تھے تو شریعت کے پابند ہونے چاہئیں۔ لیکن انہوں نے کچھ افعال ایسے کیے (کشتی کو عیب دار بنانا، بچے کو قتل کرنا) یہ کسی شریعت میں جائز نہیں
- اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کو تکوینی امور (اللہ کے نظامِ کائنات کے تحت ہونے والے کام) سونپے گئے۔ ان افعال کا تعلق شریعت سے نہیں بلکہ وہ اللہ کی براہِ راست وحی سے ہوتے ہیں۔ جیسے فرشتے اللہ کے حکم سے کام کرتے ہیں، حضرت خضر علیہ السلام بھی نبی اور اللہ کے حکم کے تابع ہیں (انہوں نے خود موسیٰ علیہ السلام کو اس کی وضاحت کی یہ کام انہوں نے خود نہیں کیے بلکہ اللہ کے حکم سے کیے)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور علم کی اقسام؟

- حضرت موسیٰؑ تشریعی نبی تھے (شریعت و اصلاح کے لیے مبعوث ہوئے)۔
- حضرت خضر علیہ السلام کو تکوینی امور کا علم دیا گیا تھا
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا مقصد علم کی وسعت کا شعور دلانا اور کچھ رموزِ الٰہی سے واقفیت کرانا تھا کہ اللہ کے علم کی حدود انسانی عقل سے باہر ہیں۔ بسا اوقات ظاہری طور پر برے لگنے والے واقعات دراصل خیر پر مبنی ہوتے ہیں۔ مومن کو ہر حال میں صبر، توکل، اور اللہ کی رضا پر راضی رہنا چاہیے

حضرت خضر (علیہ السلام)

احادیث

- عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْغُلَامَ الَّذِي قَتَلَهُ الْخَضِرُ طُبِعَ كَافِرًا وَلَوْ عَاشَ لَأَرْهَقَ أَبَوَيْهِ طُغْيَانًا وَكُفْرًا (مسلم - 2661)
- سعید بن جبیر ابن عباسؓ حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ بچہ جسے حضرت خضر علیہ السلامنے مار ڈالا تھا وہ فطرۃً ہی کافر تھا اگر وہ زندہ رہتا تو اپنے والدین کو سرکشی اور کفر میں مبتلا کر دیتا

حضرت خضر (علیہ السلام) کے نام کا سبب

- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا سُمِّيَ الْخَضِرَ أَنَّهُ جَلَسَ عَلَى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَإِذَا هِيَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهِ خَضْرَاءَ (البخاري)
- حضرت ابوہریرہؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا خضر (علیہ السلام) کا یہ نام اس وجہ سے ہوا کہ وہ ایک سوکھی زمین (جہاں سبزی کا نام بھی نہ تھا) پر بیٹھے۔ لیکن جوں ہی وہ وہاں سے اٹھے تو وہ جگہ سرسبز ہو کر لہلہانے لگی۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰي لِفَتٰهُ

فَتَی (نوجوان-شاگرد- غلام- خادم)

- اس واقعے میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے ہمسفر کو فتیٰ کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔ فتیٰ کا لفظی معنی نوجوان ہوتا ہے۔ جب یہ لفظ کسی خاص شخص کی طرف منسوب کرکے استعمال کیا جائے تو پھر اس سے مراد عام طور پر اس کا خادم یا شاگرد ہوتا ہے اور اس کو فتیٰ اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ خادم یا نوکر اکثر قوی جوان کو دیکھ کر ہی رکھا جاتا ہے جو ہر طرح کے کام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔
- حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں فتیٰ سے مراد یوشع بن نون ہیں۔ یہ وہ نوجوان ہیں جو سفر و حضر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ (اس سفر میں بھی وہ آپ کے ساتھ تھے)
- حضرت یوشع بن نون (علیہ السلام) بنی اسرائیل کے ایک عظیم نبی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خادم، شاگرد اور جانشین تھے۔ان کا تعلق حضرت یوسف علیہ السلام کے قبیلہ "افرائیم "سے تھا۔
- موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون کو نبی مقرر فرمایا اور بنی اسرائیل کی قیادت ان کے سپرد کی۔ وہ وہی شخصیت ہیں جنہوں نے بنی اسرائیل کو ارضِ مقدس (فلسطین/یروشلم) میں داخل کیا، جس کے لیے حضرت موسیٰؑ نے دعا کی تھی مگر ان کی قوم کی نافرمانی کے سبب انہیں اس کی اجازت نہ ملی۔
- آپ کی قیادت میں بنی اسرائیل نے یروشلم فتح کیا، کئی کافر قوموں کو شکست دی۔ بنی اسرائیل کو طویل بھٹکاؤ (چالیس سالہ سرگردانی) کے بعد منظم اور آباد ریاست دی۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ

فَتَى (نوجوان-شاگرد- غلام- خادم)

- بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک نبی نے اللہ کے نبیوں میں سے (کسی زمانے میں) جنگ کا ارادہ کیا تو اس نے اپنی قوم سے کہا: 'میرے ساتھ کوئی ایسا آدمی نہ چلے: جس نے نکاح کیا ہو لیکن ابھی بیوی کے پاس نہ گیا ہو، اور نہ وہ آدمی جس نے گھر بنایا ہو لیکن ابھی اس کی چھت نہ ڈالی ہو، اور نہ وہ شخص جس نے بکریاں یا حاملہ اونٹنیاں خریدی ہوں اور ابھی ان کے بچوں کی پیدائش کا انتظار کر رہا ہو۔' پھر وہ نبی (اپنی فوج کے ساتھ) جنگ کے لیے روانہ ہوا، یہاں تک کہ عصر کے وقت یا اس کے قریب کسی بستی کے قریب پہنچ گیا۔ تو اس نبی نے سورج سے خطاب کر کے کہا: "تو بھی مامور ہے (اللہ کے حکم کی تابع) اور میں بھی مامور ہوں، اے اللہ! اسے ہمارے لیے روک دے۔" تو سورج روک دیا گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح عطا فرمائی (صحيح البخاري - حديث رقم 3124)
- محدثین کا اتفاق ہے کہ اس حدیث میں مذکور نبی حضرت یوشع بن نونؑ ہی ہیں۔
- اس کی تصدیق ایک دوسری حدیثِ مبارکہ سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا " ما حُبِسَتِ الشمسُ على بَشَرٍ قطُّ ، إلَّا على يُوشَعَ بنِ نُونَ لَيالِي سارَ إلى بَيتِ المَقْدِسِ -سورج کبھی بھی کسی انسان کے لیے نہیں روکا گیا، سوائے یوشع بن نون کے، جب وہ بیت المقدس کی طرف راتوں کو سفر کر رہے تھے۔"(أخرجه أحمد- إسناده جيد على شرط البخاري)

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰي لِفَتٰهُ

فَتَی (نوجوان-شاگرد- غلام- خادم)

- حضرت یوشع بن نون علیہ السلام نے تقریباً 27 سال بنی اسرائیل کی قیادت کی اور ان کے بعد ان کی قوم نے دوبارہ بگاڑ پیدا کیا
- مشہور روایات کے مطابق آپ کا مدفن اردن اور فلسطین کے سرحدی علاقے میں "سرداب یوشع" کے نام سے معروف ہے

آپ کی صفات و کردار:

- ✓ کامل تابع دار و وفادار شاگرد
- ✓ علم و حکمت کے حامل
- ✓ صبر ،استقلال اور جہاد میں نمایاں
- ✓ بہترین منتظم، مربی اور رہنما
- ✓ اللہ پر مکمل بھروسا رکھنے والے